۴۔ پھوُل کی فریاد

شوقؔ قدوائی

پہلی بات : اس دنیا میں موجود تمام انسانوں اور چیزوں کا مقدر یہی ہے کہ وہ اپنی زندگی کی میعاد پوری کر کے ایک دن ختم ہو جاتے ہیں۔ باغ میں کھلے ہوئے پھولوں کو دیکھ کر ہمارا جی چاہتا ہے کہ وہ ہمیشہ اسی طرح مہکتے رہیں مگر یہ ممکن نہیں، کبھی وہ سوکھ کر مرجھا جاتے ہیں یا کوئی انھیں توڑ لیتا ہے۔ زندگی کی اسی حقیقت کو شاعر نے ذیل کی نظم میں پیش کیا ہے۔

جان پہچان : شوقؔ قدوائی کا نام شیخ احمد علی تھا۔ وہ ۱۸۵۳ء میں اُتر پردیش کے قصبہ جگور، ضلع بارہ بنکی میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے بدایوں اور رام پور میں تعلیم حاصل کی۔ پرتاپ گڑھ اور بھوپال میں وہ مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ شوقؔ قدوائی ایک فطری شاعر تھے جنھیں زبان و بیان پر قدرت حاصل تھی۔ انھوں نے زیادہ تر مثنویاں لکھیں جن میں قدرتی مناظر بہت عمدگی سے بیان کیے ہیں۔ ۲۷/اپریل ۱۹۲۵ء کو گونڈہ میں ان کا انتقال ہوا۔

کیا خطا میری تھی ظالم، تو نے کیوں توڑا مجھے　　کیوں نہ میری عمر ہی تک شاخ پر چھوڑا مجھے
جانتا گر اس ہنسی کے دردناک انجام کو　　میں ہوا کے گدگدانے سے نہ ہنستا نام کو
شاخ نے آغوش میں کس لطف سے پالا مجھے　　تو نے مَلنے کے لیے بستر پہ ہے ڈالا مجھے
میری خوشبو سے بسائے گا بچھونا رات بھر　　صبح ہوگی تو مجھے تو پھینک دے گا خاک پر
پتّیاں اُڑتی پھریں گی منتشر ہوجائیں گی　　رفتہ رفتہ خاک میں مِل جائیں گی، کھو جائیں گی
تو نے میری جان لی دم بھر کی زینت کے لیے　　کی جفا مجھ پر فقط تھوڑی سی فرحت کے لیے
دیکھ، میرے رنگ کی حالت بدل جانے پہ ہے　　پتّی پتّی ہو چلی بے آب، مرجھانے پہ ہے
جس کی رونق تھا میں، بے رونق وہ ڈالی ہوگئی　　حیف ہے، بچّے سے ماں کی گود خالی ہوگئی
تتلیاں بے چین ہوں گی جب نہ مجھ کو پائیں گی　　غم سے بھونرے روئیں گے اور بلبلیں چلائیں گی
مہر کہتا ہے، مری کرنوں کی سب محنت گئی　　ماہ کو غم ہے کہ میری دی ہوئی رنگت گئی
دیدۂ حیراں ہے کیاری، باغباں کے دل پہ داغ　　شاخ کہتی ہے کہ ہے ہے، گُل ہوا میرا چراغ

میں بھی فانی، تو بھی فانی سب ہیں فانی دہر میں
اک قیامت ہے مگر مرگِ جوانی دہر میں

خلاصہ : اس نظم میں شاعر نے پھول کی زبانی اس کی فریاد پیش کی ہے۔ پھول کو شاخ سے توڑنے والے شخص سے پھول شکایت کر رہا ہے کہ وقت سے پہلے مجھے کیوں توڑ لیا۔ کیوں نہ مجھے شاخ پر ہی رہنے دیا تاکہ میں وہیں اپنی پوری زندگی گزارتا۔ میں اپنے اس دُکھ بھرے انجام سے واقف ہوتا تو ہرگز نہ مسکراتا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ میری پتیاں اُڑتی پھریں گی اور مٹی میں مل جائیں گی۔ تو نے اپنی خوشی کے لیے مجھ پر یہ ظلم کیا۔ میری پتیاں مرجھانے لگی ہیں اور میری پہلی سی حالت نہیں رہی ہے۔ میرے بغیر پھول کی ڈالی اس طرح سُونی ہوگئی ہے جیسے بچے کے بغیر ماں کی گود خالی ہو جاتی ہے۔ مجھے ڈالی پر نہ پا کر تتلیاں اور بھونرے بے چین ہوں گے۔ چاند اور سورج نے بڑی محنت سے میری پرورش کی تھی۔ مجھے شاخ پر نہ دیکھ کر باغبان بھی حیران ہوگا۔ یوں تو اس دنیا کی ہر چیز فنا ہوجانے والی ہے مگر کسی کو عین جوانی میں ختم کر دینا بڑا ظلم ہے۔

معانی و اشارات

آغوش	-	گود	ماہ	-	چاند
منتشر ہونا	-	بکھرنا	دیدۂ حیراں	-	حیرت سے دیکھنے والی آنکھ
جفا	-	ظلم	دہر	-	دنیا، زمانہ
حیف	-	افسوس	مرگِ جوانی	-	جوانی کی موت
مہر	-	سورج			

مشقی سرگرمیاں

نظم کا بغور مطالعہ کرکے ذیل کی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

◄ جان پہچان کی مدد سے شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

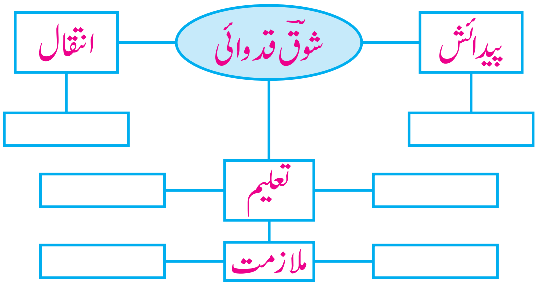

◄ ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱۔ پھول کس بات کی فریاد کر رہا ہے؟

۲۔ پھول کی ہنسی کا دردناک انجام کیا ہوا؟

۳۔ بے آب ہونے پر پھول کی حالت کیا ہوگی؟

۴۔ پھول کے توڑ لیے جانے پر تتلیوں اور بھونروں پر کیا اثر ہوگا؟

۵۔ پھول نے توڑ لیے جانے پر کس اندیشے کا اظہار کیا؟

۶۔ پھول کے توڑے جانے پر مہر و ماہ نے کیا کہا؟

◄ مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ شاخ سے توڑ لیے جانے پر پھول نے اپنے درد کا اظہار کس طرح کیا؟

۲۔ پھول نے اپنی فریاد کس طرح بیان کی ہے؟

◄ درج ذیل شعر سے محاورہ تلاش کیجیے اور اس کے معنی لکھیے۔

دیدۂ حیراں ہے کیاری، باغباں کے دل پہ داغ
شاخ کہتی ہے کہ ہے ہے، گُل ہوا میرا چراغ

◄ درج ذیل شعر کی روشنی میں پھول کی فریاد لکھیے۔

جس کی رونق تھا میں، بے رونق وہ ڈالی ہوگئی
حیف ہے، بچے سے ماں کی گود خالی ہوگئی

◄ نظم کی مدد سے ذیل کے الفاظ کے لیے ایک مکمل جملہ لکھیے۔

پتیاں	رنگ
ڈالی	شاخ

NQBAG6